نبوت کے جھوٹے مدعی، قادیانی کذاب کی زندگی کے ایک پہلو پر مفصل تحریر

زانی

جلد اول رسالہ نمبر 4

مفتی سید مبشر رضا قادری

منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم و جامعہ ختم نبوت گوجرانوالہ


+923247448814

مرزا قادیانی کا کبھی کبھی زنا کرنا

اس قدر اعتراضات کرنے کے باوجود ہر خط میں بڑا اخلاص بھی ظاہر کیا ہوا ہوتا ہے اور لکھا ہوتا ہے کہ ہم سلسلہ کے خادم ہیں مگر اس کی سلسلہ سے محبت کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے کہ ایک خط میں جس کے متعلق اس نے یہ تسلیم کیا ہے کہ وہ اسی کا لکھا ہوا ہے اس پر یہ تحریر کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے ہیں، اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کرلیا تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے جو ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔ اس اعتراض سے پتا لگتا ہے کہ یہ شخص پیغامی طبع ہے اس لئے کہ ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ آپ نبی اللہ تھے مگر پیغامی اس بات کو نہیں مانتے اور وہ آپ کو صرف ولی اللہ سمجھتے ہیں۔

(قادیانی اخبار الفضل 31 اگست 1938ء صفحہ 6، کالم 1)

(خطباتِ محمود، سال 1938ء صفحہ 534)

یہ عبارت مرزا البشیر الدین محمود (قادیانی خلیفہ ثانی) کے بیان سے ماخوذ ہے جو قادیانی اخبار الفضل میں شائع ہوئی اور بعد ازاں خطباتِ محمود میں بھی شامل ہے۔

اس عبارت کا پس منظر اور مفہوم نہایت سنگین نوعیت کا ہے، کیونکہ اس میں خود مرزائی لاہوری جماعت کے ایک فرد کی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق "کبھی کبھی زنا

کرنے" کا اقرار نقل ہوا ہے، اور خود مرزا محمود نے اس خط کو "اسی کا لکھا ہوا تسلیم" کیا۔ اس مقام پر ہم چند نکات کی روشنی میں مفصل تجزیہ پیش کرتے ہیں۔

مرزا غلام قادیانی پر "زنا" کا ماخذ

یہ عبارت دراصل ایک قادیانی مرید کے خط سے لی گئی ہے جس میں اس نے اپنے "اخلاص" کا اظہار کرتے ہوئے مرزا قادیانی کے بارے میں یہ لرزہ خیز جملہ لکھا کہ:

"حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا تو اس میں حرج کیا ہوا۔"

یہ الفاظ کسی غیر مخالف یا بیرونی دشمن کے نہیں، بلکہ خود قادیانی جماعت کے اندر کے ایک شخص کے ہیں۔ اس خط کو مرزا محمود احمد نے "تسلیم شدہ" خط قرار دے کر اپنی تقریر میں پیش کیا۔

یہ اس امر کی واضح شہادت ہے کہ قادیانی حلقوں میں مرزا غلام احمد کے کردار کے متعلق شکوک وشبہات موجود تھے اور یہاں تک کہ "زنا" کا ذکر عام گفتگو یا خطوط میں کیا جاتا تھا۔

مرزا محمود احمد کا طرزِ بیان

مرزا محمود نے بظاہر اس قول کو پیغامیوں (یعنی لاہوری قادیانیوں) کے عقیدے سے منسلک کر کے مرزا غلام احمد کو نبی ماننے والوں اور ولی ماننے والوں میں فرق ظاہر کرنے کی کوشش کی۔

لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ:

مرزا محمود نے اس زنا کے الزام کو صریح جھوٹ یا بہتان نہیں کہا۔ اس نے یہ نہیں کہا

کہ یہ توہین ہے یا افترا ہے بلکہ صرف یہ کہا کہ یہ شخص پیغامی ہے، اس لیے کہ وہ مرزا قادیانی کو ولی مانتا ہے۔

یہ طرزِ بیان اس الزام کی اخلاقی سنگینی سے پہلوتہی کے مترادف ہے۔ اگر واقعی مرزا غلام قادیانی "نبی اللہ" یا "ولی اللہ" تھا، تو اس طرح کے جملے پر اس کی جماعت کا سربراہ سخت ردِعمل ظاہر کرتا، مگر یہاں ایسا نہیں ہوا۔

"ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیتے ہیں" کا عقیدہ

یہ جملہ قادیانیوں کے اندر پائے جانے والے اخلاقی زوال اور فکری انحراف کی عکاسی کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ عقیدہ سراسر کفر و ضلالت ہے، کیونکہ:

قرآنِ مجید فرماتا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰٓ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا

ترجمہ کنزالایمان: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے، اور بہت ہی بری راہ،

(سورہ بنی اسرائیل، آیت 32)

اسلام میں زنا کبیرہ گناہ ہے اور اولیاء اللہ تو وہ ہوتے ہیں جو ہر کبیرہ اور صغیرہ گناہ سے بچنے والے ہوں۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ

زانی جب زنا کرتا ہے تو اس وقت مؤمن نہیں رہتا۔

(صحیح بخاری، حدیث 2475)

لہٰذا "ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیتے ہیں" کہنا دراصل قرآن و حدیث کے سراسر منافی

ہے، بلکہ ولایت کا انکار ہے۔

مرزا غلام قادیانی کی عملی زندگی سے مطابقت

مرزا غلام احمد کی زندگی میں متعدد ایسے واقعات موجود ہیں جن سے جنسی بے راہ روی کے آثار ملتے ہیں جیسے:

1: محمدی بیگم سے ناجائز خواہشات اور جبراً شادی کی پیشگوئی۔

2: غیر عورتوں کے متعلق غیر شائستہ خطوط۔

3: خوابوں اور مکاشفات میں عورتوں سے منسوب فحش باتیں۔

ان شواہد کی روشنی میں اس خط میں درج زنا کا ذکر محض اتفاقی الزام نہیں بلکہ اس کے کردار کے بارے میں پہلے سے موجود شکوک کی تصدیق ہے۔

عقیدۂ ختمِ نبوت کے خلاف ایک مزید دلیل

قادیانی دعویٰ کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نبی تھا۔قرآن وسنت کے مطابق انبیاء علیہم السلام معصوم عن الخطا ہوتے ہیں، ان سے کبائر اور بالخصوص زنا جیسے فواحش کا صدور ناممکن ہے۔لہٰذا اگر قادیانی خود تسلیم کریں کہ مرزا کبھی کبھی زنا کرتا تھا تو:

1. وہ نبی نہیں ہوسکتا۔

2. اگر وہ ولی مانا جائے تو ایسا ولی صریح گمراہ اور شیطان کا ولی ہوگا، نہ کہ اللہ کا۔

یہ عبارت قادیانیت کے اندرونی فسادِ عقیدہ، اخلاقی زوال اور فکری انحراف کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔مرزا غلام احمد پر کبھی کبھی زنا کرنے کا اقرار خود ان کی جماعت کے اندر سے سامنے آیا، اور ان کے خلیفہ نے اس خط کو تسلیم شدہ قرار دے کر اپنی تقریر میں نقل کیا۔

یہ واقعہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی نہ نبی تھا، نہ ولی، بلکہ ایک ایسا شخص تھا جس کے کردار پر اس کے اپنے ماننے والے بھی اعتماد نہیں رکھتے تھے۔

قادیانی خلیفہ ثانی کو بھی قادیانی لاہوری جماعت والے زانی کہا کرتے تھے لہذا وہ اقرار کرتا ہے کہ:

جیسا زنا کا الزام مجھ پر لگا ویسا میرے باپ پر بھی لگا

> وہ جانتے ہیں کہ جو باتیں آج مصری صاحب میرے متعلق کہہ رہے ہیں ۔ ایسی ہی باتیں ان کی پارٹی کے بعض آدمی حضرت مسیح موعود کے متعلق کہا کرتے تھے ۔ پس اگر ایسی باتیں کہنا کوئی ثبوت ہوتا ہے ۔ تو پھر انہیں حضرت مسیح موعود کو بھی چھوڑ دینا چاہیے ۔
>
> (قادیانی اخبار الفضل 8 دسمبر 1938ء صفحہ 5)

یہ حصہ دراصل قادیانی تاریخ کے ایک اور شرمناک اور تہلکہ خیز اعتراف پر مشتمل ہے، جو اس بات کو مزید واضح کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے بیٹے مرزا محمود احمد دونوں کے کردار پر زنا کے الزامات صرف مخالفین ہی نہیں، بلکہ خود قادیانی حلقوں کے اندر بھی عام موضوعِ گفتگو تھے ۔ ذیل میں اس واقعے کی تحقیقی وضاحت، پس منظر، اور دینی تجزیہ تفصیل سے پیش کیا جا رہا ہے ۔

باپ بیٹا دونوں زانی قرار پائے

قادیانی جماعت کی تاریخ اس قدر تضادات اور اخلاقی انکشافات سے بھری ہوئی ہے کہ خود ان کے خلیفہ مرزا محمود احمد کو بھی اپنے اوپر لگنے والے زنا کے الزام کا اقرار کرنا پڑا، بلکہ اس الزام کو اپنے باپ مرزا غلام احمد قادیانی پر لگنے والے اسی نوعیت کے الزامات سے تشبیہ دی ۔

پس منظر: خلیفہ ثانی پر زنا کا الزام

1938ء میں قادیانی جماعت کے اندر ایک شدید انتشار برپا ہوا۔ اس اختلاف کی

بنیاد لاہوری قادیانی جماعت اور قادیان والے گروہ کے درمیان تھی۔لاہوری جماعت کے بعض افراد، خصوصاً مولوی عبدالرحمٰن مصری قادیانی نے مرزا محمود کے کردار پر کھلے عام زنا کے الزامات لگائے۔ یہ الزامات صرف ذاتی کردار تک محدود نہ تھے بلکہ قادیانی خلافت کے تقدس پر بھی ایک سوالیہ نشان بن گئے۔

اسی دوران مرزا محمود نے اپنے دفاع میں ایک عجیب وغریب بیان دیا جو قادیانی اخبار الفضل،8دسمبر 1938ء،صفحہ 5 پر شائع ہوا۔

یہ بیان الفاظ میں چھوٹا لیکن مفہوم میں نہایت بڑا اور خطرناک ہے۔غور کیجیے! مرزا محمود نے اپنے دفاع میں کیا کہا؟ اس نے یہ نہیں کہا کہ یہ الزامات جھوٹ ہیں، یا میں زانی نہیں ہوں، بلکہ یہ کہا کہ جس طرح مجھ پر زنا کے الزامات ہیں، ویسے ہی میرے باپ پر بھی لگے تھے۔ یہ دراصل باپ بیٹے دونوں کے کردار کی گواہی ہے، اور خود خلیفہ کے منہ سے ان الفاظ کا نکل جانا قادیانیت کے اخلاقی جنازے پر آخری کیل ثابت ہوتا ہے۔

عقلی و اخلاقی تجزیہ

مرزا محمود احمد کے اس بیان میں تین باتیں صاف ظاہر ہیں:

اول:

وہ تسلیم کر رہا ہے کہ اس پر زنا کا الزام نیا نہیں، بلکہ جماعت کے لوگ اس کے باپ مرزا غلام احمد پر بھی یہی الزام لگاتے تھے۔

دوم:

اس نے نہ اپنے زنا کی تردید کی اور نہ اپنے باپ کے زنا کے الزام کو جھوٹ کہا۔ بلکہ دونوں کو ایک ہی سطح پر رکھ کر کہا کہ "اگر مجھ پر الزام غلط ہے تو مرزا غلام احمد پر بھی غلط سمجھو، اور اگر مجھ پر الزام درست ہے تو تمہیں مرزا غلام احمد کو بھی چھوڑ دینا چاہیے۔" یہ طرزِ بیان صاف

اخلاقی شکست اور فکری انحراف کی علامت ہے۔

سوم:

یہ واقعہ اس بات کی شہادت ہے کہ قادیانی تحریک کے دو بنیادی ستون مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزا محمود احمد دونوں اخلاقی لحاظ سے متہم تھے۔ اس لیے ان کی سیرت و دعوت کسی طور بھی روحانی قیادت کے معیار پر پوری نہیں اترتی۔

اسلامی نقطۂ نظر سے تجزیہ

اسلام میں زنا ایسا جرم ہے جو نہ صرف فرد کے ایمان بلکہ معاشرے کی اخلاقی بنیاد کو بھی تباہ کر دیتا ہے۔ نہ صرف قرآنِ کریم نے زنا کو فاحشہ اور سبیل شیطان قرار دیا بلکہ اس کی سزا پتھر مار کر ہلاک کرنا قرار پائی

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ

ترجمہ کنزالایمان: جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔

(سورہ نور، آیت 2)

انبیاء و اولیاء علیہم السلام گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ اگر کسی شخص پر زنا کا الزام لگے اور وہ اسے جھوٹا ثابت نہ کر سکے، تو شریعت کی رو سے وہ فاسق و فاجر شمار ہوتا ہے اور سزا کے

طور پر اس کو رجم کیا جاتا ہے۔

مرزا غلام احمد کے بارے میں پہلے سے یہ قول موجود تھا کہ وہ کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے تھے (الفضل، 31 اگست 1938ء)، اور اب مرزا محمود احمد نے بھی تسلیم کیا کہ ایسے ہی الزامات میرے باپ پر بھی لگتے تھے (الفضل،8 دسمبر 1938ء)۔

یہ دو متصل واقعات اس نتیجے تک پہنچاتے ہیں کہ قادیانی قیادت باپ سے بیٹے تک زنا کے الزامات میں گھری رہی۔ اگر یہ جھوٹے ہوتے تو قادیانی قیادت ان کی پرزور تردید کرتی، مگر دونوں مواقع پر خاموشی اور لاابالی طرزِ بیان نے ان الزامات کو تقویت دی۔

دینی وفکری نتائج

1. مرزا غلام احمد اور مرزا محمود احمد دونوں زنا کے الزامات سے بری نہ ہو سکے۔ ان کے ماننے والوں کے خطوط اور بیانات میں یہ باتیں بار بار دہرائی گئیں اور کسی موقع پر صریح انکار نہیں کیا گیا۔

2. زنا کے الزام کا اعتراف باپ بیٹے کی اخلاقی تباہی کا مظہر ہے۔ نبوت اور خلافت دونوں کا تقدس اس اعتراف سے مجروح ہو گیا۔

3. یہ واقعہ قادیانی عقیدے کے باطن میں چھپے ہوئے گندے اخلاقی نظام کا پردہ فاش کرتا ہے۔ جس جماعت کے بانی اور خلیفہ پر خود ان کے پیروکار زنا کے الزامات لگائیں، اور قیادت ان کا دفاع شرعی انداز میں نہ کر سکے، وہ جماعت روحانی نہیں بلکہ فاسد اور گمراہ فرقہ ہے۔

4. قادیانیت کی باطل نبوت کا عملی ثبوت: نبی اور خلیفہ دونوں زانی مشہور ہوں، اور خود اقرار کریں کہ ہمارے متعلق بھی وہی کہا گیا جو مرزا غلام احمد کے متعلق کہا گیا تھا، تو یہ ان کے دعویٰ نبوت اور خلافت دونوں کے جھوٹے ہونے کا بین ثبوت ہے۔

خلاصہ بحث

یہ حقیقت کسی تعصب یا مخالفانہ پروپیگنڈا کا نتیجہ نہیں بلکہ قادیانی اخبارات کے خود شائع شدہ مواد سے ثابت شدہ ہے کہ:

مرزا غلام احمد قادیانی پر کبھی کبھی زنا کرنے کا الزام تھا۔

مرزا محمود احمد خلیفہ ثانی پر زنا کاری کے مسلسل الزامات لگے۔

اور خود خلیفہ نے یہ تسلیم کیا کہ میرے باپ پر بھی یہی کہا جاتا تھا۔

یوں یہ ثابت ہوتا ہے کہ قادیانی تحریک کا بانی اور اس کا جانشین دونوں زانی اور اخلاقی پستی میں مبتلا افراد تھے۔ ایسے لوگوں کی طرف نسبتِ نبوت وخلافت کرنا دراصل دین اسلام کی توہین اور ایمان کے زوال کا سبب ہے۔

قادیانی تحریک کی تاریخ میں بعض ایسے انکشافات موجود ہیں جنہیں پڑھ کر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ یہ تحریک نہ صرف عقائد کے اعتبار سے باطل ہے بلکہ اخلاق و کردار کے لحاظ سے بھی انتہائی گندے اور فاسد بنیادوں پر قائم کی گئی تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی ذاتی زندگی اور اس کے بیٹے مرزا محمود احمد کی حرکات دونوں پر زنا کے سنگین الزامات لگے، اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ان الزامات کو خود قادیانی قیادت نے نہ جھٹلایا، نہ سختی سے رد کیا، بلکہ اپنے طرزِ بیان سے ان کی موجودگی کو بالواسطہ طور پر تسلیم کر لیا۔

مرزا غلام قادیانی کی زناکاری، عورتوں سے تعلقات

مرزا غلام قادیانی کے اخلاقی کردار کا جائزہ لیتے ہوئے یہ حقیقت نمایاں ہوتی ہے کہ اس کی پوری زندگی میں عورتوں سے بے محابا اختلاط، غیر محرم عورتوں کے ساتھ تنہائی، جسمانی قربت، حسن پرستی اور زنا کے شواہد بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اسلام نے عورت کی عزت و عصمت کے تحفظ کے لیے سخت شرعی اصول مقرر کیے، غیر محرم عورت اور مرد کی تنہائی پر

پابندی لگائی اور نظر و لمس تک کو فتنے کا سبب قرار دیا، لیکن خود ساختہ نبی مرزا قادیانی ان تمام شرعی پابندیوں سے آزاد تھا اور اپنی ایک ایسی ”شریعت“ بنا بیٹھا تھا جس میں غیر محرم عورتوں سے ٹانگیں دبوانا، رات کو عورتوں کا پہرہ رکھوانا، تنہائی میں گفتگو کرنا، حسن پرستی کے تبصرے کرنا اور نوجوان لڑکیوں کو بلا کر پسندیدگی کا جائزہ لینا سب کچھ جائز تھا۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مرزا کا اپنا گھرانہ اور اس کے مرید بھی اس کے ان افعال پر اعتراض نہیں کرتے تھے، بلکہ انہیں نبی کے لیے باعثِ برکت سمجھتے تھے۔

مرزا قادیانی نے بظاہر عورتوں کے پردے، مصافحہ، بدنظری اور پاکدامنی کے بارے میں بڑے وعظ و نصیحت کیے۔ اس نے لکھا کہ رسول اللہ ﷺ پاک دامن عورتوں سے بھی ہاتھ نہیں ملاتے تھے، عورتوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا بھی فتنہ ہے اور جو عورتیں پردہ نہیں کرتیں شیطان ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ مگر دوسری طرف خود مرزا کی زندگی کھلی ہوئی بے راہ روی، غیر محرم عورتوں سے جسمانی تعلق اور بے پردگی پر مبنی تھی۔ اس کے مریدوں نے جب سوال کیا کہ حضرت غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں تو جواب دیا گیا کہ وہ نبیِ معصوم ہیں، ان کے لیے یہ سب جائز ہے۔ یہ وہ دوہرا معیار ہے جو منافقت کی سب سے بڑی دلیل ہے مریدین کے لے سخت وعظ و نصیحت مگر اپنے لیے تمام حدود شیطانی تاویلات کے ساتھ معاف۔

مرزا کی عورتوں سے بے حیائی کے واقعات نہ صرف عام مشاہدہ ہیں بلکہ اس کے گھر کے افراد اور اس کی جماعت کی معتبر شخصیات نے ”سیرت المہدی“ میں کھل کر بیان کیے ہیں۔ ایک طرف اس کے گھر میں مختلف نامعلوم عورتوں کا مسلسل رہنا، تنہائی کے پہرے کے بہانے رات بھر عورتوں کا قرب، نوجوان لڑکیوں کو بلا کر ان کی خوبصورتی پر بحث اور دوسری طرف خوابوں میں عورتوں کا بغلگیر ہونا یہ سب اس کے باطنی رجحان کی گواہی ہیں۔ زینب بیگم،

ڈاکٹرنی، بھانو، مائی تابی، صفیہ، زینب وغیرہ اور دیگر بہت سی غیر محرم لڑکیاں جو مرزا قادیانی کی خدمت پر مامور رہتی تھیں، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کی نجی اور معاشرتی زندگی عورتوں کے طواف اور نسوانی خدمت کے گرد گھومتی تھی۔

یہ تمام عملی معاملات مرزا قادیانی کے زنا کی طرف واضح اشارہ تھے۔لیکن اصل اور ناقابل تردید ثبوت وہ ہے جو خود قادیانی جماعت کے اپنے اخبار" الفضل" نے شائع کیا۔سال 1938ء میں قادیانی لاہوری جماعت کے ایک ذمہ دار شخص نے مرزا محمود احمد (خلیفہ ثانی) اور مرزا غلام احمد دونوں پر زنا کے سنگین الزامات تحریری شکل میں لگائے۔اس خط میں لکھا تھا کہ مرزا غلام احمد" ولی اللہ" تھا اور" ولی کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے ہیں"، لہٰذا اس پر اعتراض نہیں، اعتراض صرف مرزا محمود پر ہے جو" ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے"۔ یہ جملہ جماعتِ احمدیہ کے اپنے اخبار روزنامہ الفضل میں 31 اگست 1938ء کو شائع ہوا اور مرزا محمود نے اسے جمعہ کے خطبے میں خود پڑھ کر سنایا۔اس خط میں مرزا غلام احمد کی ’’کبھی کبھی زنا‘‘ اور مرزا محمود کی ’’ہمہ وقت زنا‘‘ کا اعتراف جماعتی سطح پر درج ہوگیا۔جب مرزا محمود پر مصری صاحب نے زنا کی فردِ الزام رکھی تو اس نے بجائے تردید کے فرمایا کہ میرے خلاف جو باتیں کہی جارہی ہیں، ویسی ہی باتیں پہلے میرے والد (مرزا غلام احمد) کے متعلق بھی کہی جاتی تھیں، پس اگر یہ الزام دلیل ہے تو پھر انہیں میرے والد کو بھی چھوڑ دینا چاہیے۔یہ بیان اپنے اندر وہ اعتراف رکھتا ہے جسے تاریخ کبھی جھٹلا نہیں سکتی۔

یوں مرزا قادیانی کے کردار کی بے راہ روی اور عورتوں سے فحش تعلقات صرف مخالفین کے الزامات نہیں رہے بلکہ یہ اس کے گھر کی گواہی، جماعتی روایات، تبلیغی لٹریچر اور بالآخر اس کے بیٹے کے زبان زد اعترافات میں ثابت ہوگئے۔جب عملی زندگی عورتوں کی خدمت، عورتوں کے پہرے، غیر محرموں سے ملاپ، ٹانگیں دبوانے، حسن پرستی اور خوابوں میں نسوانی

قربت سے بھری ہو، اور تاریخی ریکارڈ میں "زنا" کا اقرار بھی درج ہو جائے، تو یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ مرزا قادیانی کی عورتوں سے رغبت ایک معمولی اخلاقی کمزوری نہیں بلکہ ایک مستقل زناکاری کا مزاج تھی جسے اس نے مذہب اور "نبوت" کے پردے میں چھپانے کی کوشش کی۔

بالآخر مرزا قادیانی کے عورتوں سے کردار، اس کی فحش عادات، اور 1938ء کے شائع شدہ اعترافات مل کر اس گمراہ تحریک کا حقیقی اخلاقی چہرہ سامنے لاتے ہیں۔ ایک ایسا شخص جو اپنی ہر بات میں عورتوں کا اسیر، ہر عمل میں پردے کا منکر، اور اپنے ہی ماننے والوں کی زبان سے "کبھی کبھی زنا" کا مرتکب ثابت شدہ ہو، وہ نہ نبی ہوسکتا ہے نہ مہدی، نہ مسیح اور نہ ہی کوئی ولی۔ اس کے کردار کا بگاڑ اس کے جھوٹے دین کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

اور جسے موجودہ منافق غلط قرار دے رہے ہیں۔ اس نے آپ ہی آپ ایک بات قرآن کریم میں لکھ دی۔ حالانکہ اسے چاہیئے تھا۔ وہ پہلے ان منافقوں سے مشورہ لیتا اور پوچھتا کہ منافق کون ہوتا ہے۔ پھر جو تعریف یہ بتاتے اسے قرآن میں نازل کرتا۔ لیکن اس قدر اعتراضات کرنے کے باوجود ہر خط میں بڑا اخلاص بھی ظاہر کیا ہوا ہوتا ہے۔ اور لکھا ہوتا ہے۔ ہم سلسلہ کے خادم ہیں۔ مگر

اس کی سلسلہ سے محبت کا اندازہ

اسی سے ہو سکتا ہے۔ کہ ایک خط میں جس کے متعلق اس نے تسلیم کیا ہے کہ وہ اسی کا لکھا ہوا ہے۔ اس پر یہ تحریر کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا۔ تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔ اس اعتراض سے پتہ لگتا ہے۔ کہ یہ شخص پیغامی طبع ہے۔ اس لئے کہ ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ اعتقاد ہے۔ کہ آپ نبی اللہ تھے۔ مگر پیغامی اس بات کو نہیں مانتے اور وہ آپ کو صرف ولی اللہ سمجھتے ہیں۔

تو جب کوئی شخص ایک سچائی پر اعتراض کرتا ہے۔ اُسے لازماً

دوسری سچائیوں پر بھی اعتراض

کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً مصری صاحب کو بےشک سے پہلے میری خلافت میں نقائص نظر آئے۔ اب اس کا یہ لازمی نتیجہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ پر بھی ان کا حملہ ہو۔ کیونکہ جس طرح میں خلیفہ ہوں۔ اسی طرح وہ بھی خلیفہ تھے۔ جس طرح میں یہ کہتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ کسی انسان نے نہیں بنایا۔ اسی طرح آپ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور کسی انسان کی یہ طاقت نہیں۔ کہ مجھے خلافت سے معزول کرے۔ پھر آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص میری خلافت پر اعتراض کرے گا۔ وہ ابلیس بن جائے گا۔ اور جب میں مر جاؤں گا۔ تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کریگا۔

پس جب انہوں نے بھی یہی باتیں کہی ہیں۔ تو معترض اپنے دل میں سوچتا اور کہتا ہے۔ اگر حضرت خلیفہ اول رضؓ کی باتیں صحیح تھیں۔ تو موجودہ خلافت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور اگر موجودہ خلافت قابل اعتراض ہے۔ تو حضرت خلیفہ اول رضؓ کی خلافت بھی باطل ہے۔ اور چونکہ اس کے دل میں بغض ہوتا ہے۔ اس لئے وہی اعتراض جو وہ مجھ پر کرتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ پر بھی کر دیتا ہے۔ اور اس طرح ان کی خلافت کا بھی منکر ہو جاتا ہے۔ پھر اس سے اوپر جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اُن پیشگوئیوں کو دیکھتا ہے جو آپ نے میرے متعلق فرمائیں۔ آپ کی اُن دعاؤں کو پڑھتا ہے۔ جو آپ نے میرے لئے اور اپنی باقی تمام اولاد کے لئے کیں۔ تو اسے کہنا پڑتا ہے۔ یہ بھی غلط ہی ہیں۔ وہ پیشگوئیاں سنتا اور کہتا ہے۔ یہ پوری نہیں ہوئیں۔ اور دعاؤں کا ذکر سنتا ہے تو کہتا ہے۔ ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعائیں بیشک کی تھیں مگر وہ قبول نہیں ہوئیں۔ ان کم بختوں کی دعائیں تو قبول ہو جائیں۔ لیکن اگر دعائیں قبول نہ ہوں۔ تو خدا کے مسیح اور اس کے نبی کی! اپنے متعلق تو ان کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ وہ بار بار کہتے ہیں۔ ہم دعا کریں گے۔ اللہ ہمیں غلبہ دیگا۔ اللہ سچوں کی سنتا ہے۔ مگر کیا مسیح موعود ہی نعوذ باللہ احرار کے قول کے مطابق کذاب اور دجال تھا۔ کہ خدا نے اس کی دعاؤں کو نہ سنا۔ وہ سنتا ہے۔ تو انہی منافقوں اور بدباطنوں کی۔

پھر یہ کہنے والا مجھے لکھتا ہے۔ تم نے

جماعت سے نذرانے

وصول کر کر کے اسے غریب کر دیا۔ تم اسوقت یہاں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہو۔ کیا تم میں سے کوئی ایک شخص بھی قسم کھا کر کہہ سکتا ہے۔ کہ میں نے کبھی ایک پیسہ کا بھی اس سے فائدہ اٹھایا ہو۔ میرا طریق ہمیشہ یہ ہے۔ کہ بعض دوست میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہم فلاں چیز آپ کے لئے لانا چاہتے ہیں۔ وہ کس سائز کی ہو۔ مثلاً بوٹ کا کیا سائز ہو۔ یا جرابیں کس سائز کی ہوں۔ مگر میں کبھی انہیں جواب نہیں دیتا۔ سوائے اس کے کہ بعض دفعہ کوئی پیچھے پڑ کر پاؤں کا ناپ لے لے تو یہ دوسری بات ہے۔ ورنہ میں نے کبھی کسی کو ایسی باتوں کا جواب نہیں دیا۔ بلکہ بعض تو کئی کئی خط لکھتے ہیں۔ اور جب میں جواب نہیں دیتا تو وہ شکایت کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں شاید میں ان کے خطوں کا اس لئے جواب نہیں دیتا۔ کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہوں۔ حالانکہ میں جواب اسلئے نہیں دیتا۔ کہ یہ بات میری طبیعت کے خلاف ہے۔ اور میں اسے بھی سوال کا ایک رنگ سمجھتا ہوں۔ ہاں اگر کوئی دوست خود بخود کوئی تحفہ دے جائے تو میں اسے رد بھی نہیں کرتا۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے یہ امر ثابت ہے کہ آپ ایسے تحائف قبول فرما لیا کرتے تھے آپ نے فرمایا بھی ہے۔ کہ بغیر اشراف نفس بغیر نفس کی خواہش کے اگر کوئی شخص تحفہ دے تو اسے قبول کر لو۔ بارک اللہ لک فیہ اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت دے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ایسے تحائف قبول کر لیا کرتے۔ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تجارت نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ کی کوئی جائداد بھی نہیں تھی۔ پھر آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں کوئی اجر نہیں مانگتا۔ ایسی صورت میں صحابہ میں سے اگر کوئی اپنی مرضی سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۃً کچھ پیش کرتا۔ تو آپ اسے قبول فرما لیتے اور اگر کوئی آپ ہی اپنی مرضی سے خدمت کرتا اور پھر اس کا احسان جتاتا ہے۔ تو اس سے زیادہ گندہ اور کمینہ شخص اور کون ہو سکتا ہے۔

اور کب اسے کہا گیا تھا۔ کہ کچھ دو۔ اسی طرح میں ہمیشہ کہتا رہتا ہوں۔ کہ مجھے کچھ مت دو۔ اور اگر کوئی مجھ سے کچھ لانے کے لئے پوچھتا بھی ہے تو میں اسے جواب نہیں دیتا۔ ایسی حالت میں بغیر میری خواہش کے اگر کوئی شخص مجھے نذرانہ دیتا ہے۔ تو وہ اپنی مرضی سے دیتا ہے۔ میں نے کبھی کسی سے نذرانہ نہیں مانگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے ایام میں سیالکوٹ کے ایک زمیندار دوست نے میرے ہاتھ پر چونی رکھ دی۔ مجھے یاد ہے۔ کہ اس وقت شرم کے مارے میرا جسم پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اور میں اس مجلس سے بھاگا۔ اور سیدھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہنچا۔ اور وہ چونی آپ کے سامنے پیش کر دی۔ اور شکوہ کیا کہ ایک شخص نے آج میرے ہاتھ پر یہ چونی رکھ دی ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ محسوس کرتے ہوئے۔ کہ مجھے اس کا فعل اچھا نہیں لگا۔ فرمایا۔ تمہیں اس کے جذبے کی قدر کرنی چاہیئے اس نے جو کچھ کیا ہے۔ محبت کے ماتحت کیا ہے۔ تمہاری ہتک کرنے کے خیال سے نہیں کیا۔ حدیث میں بھی آیا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے کچھ دے۔ تو وہ لے لو۔ چنانچہ اب اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے مجھے کچھ دے دے۔ تو میں لے لیتا ہوں۔ ورنہ مانگنے کے لحاظ سے کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ۔ میں نے کبھی کسی سے کچھ مانگا ہو۔ باقی رہے۔ چندے سو اگر میں نے اپنے لئے جماعت سے نذرانے لینے ہوتے۔ تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ

ایسے لوگ منافق ہی رہیں گے اور کسی صورت میں منافقت کا داغ ان کے چہروں سے مٹ نہیں سکتا۔ آخر وَفِیْکُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ[5] قرآن کریم میں مَیں نے نہیں لکھ دیا۔ منافق قرآن کریم کے تمام نسخوں کو دیکھ لیں ان نسخوں کو بھی دیکھ لیں جو میری اس بیان کردہ تعریف سے پہلے کے چھپے ہوئے ہیں اور پھر دیکھیں کہ آیا ان نسخوں میں یہ آیت ہے یا نہیں اور جب ہے تو وہ خود ہی سوچیں کہ اس میں میرا کیا دخل ہوا۔ انہیں اگر اعتراض کا شوق ہے تو وہ خدا پر کریں کہ اس نے کیوں نَعُوْذُ بِاللّٰہِ ایسی جھوٹی بات قرآن کریم میں لکھ دی جو ان کی سمجھ میں نہیں آتی اور جسے موجودہ منافق غلط قرار دے رہے ہیں۔ اس نے آپ ہی آپ ایک بات قرآن کریم میں لکھ دی حالانکہ اسے چاہئے تھا کہ وہ پہلے ان منافقوں سے مشورہ لیتا اور پوچھتا کہ منافق کون ہوتا ہے پھر جو تعریف یہ بتاتے اسے قرآن کریم میں نازل کرتا۔ لیکن اس قدر اعتراضات کرنے کے باوجود ہر خط میں بڑا اخلاص بھی ظاہر کیا ہوا ہوتا ہے اور لکھا ہوتا ہے کہ ہم سلسلہ کے خادم ہیں مگر اس کی سلسلہ سے محبت کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے کہ ایک خط میں جس کے متعلق اس نے یہ تسلیم کیا ہے کہ وہ اسی کا لکھا ہوا ہے اس پر یہ تحریر کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے ہیں، اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کرلیا تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے جو ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔ اس اعتراض سے پتا لگتا ہے کہ یہ شخص پیغامی طبع ہے اس لئے کہ ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ آپ نبی اللہ تھے مگر پیغامی اس بات کو نہیں مانتے اور وہ آپ کو صرف ولی اللہ سمجھتے ہیں۔

تو جب کوئی شخص ایک سچائی پر اعتراض کرتا ہے اسے لازماً دوسری سچائیوں پر بھی اعتراض کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً مصری صاحب کو سب سے پہلے میری خلافت میں نقائص نظر آئے۔ اب اس کا یہ لازمی نتیجہ ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل پر بھی ان کا حملہ ہو کیونکہ جس طرح میں خلیفہ ہوں اسی طرح وہ بھی خلیفہ تھے، جس طرح میں یہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنایا ہے کسی انسان نے نہیں بنایا اسی طرح آپ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور کسی

نمبر ۱۴۸ جلد ۲۶ روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۳۸ء ۵

انبیاء گویا بوجہ مبلغ سماوی ہونے کے دُنیا ہی کو مخاطب کرتے چلے آئے ہیں خلفاء بھی اسی کی اصلاح کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ علماء بھی دُنیا کو اپنا ہم خیال بنانے میں کوشاں رہتے ہیں میرا کام بھی یہی ہے۔ کہ میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس صداقت کا قائل کروں۔ جس کو میں صداقت سمجھتا ہوں۔ اور مولوی صاحب کا بھی یہی کام ہے پس بہترین فیصلہ کرنے والے وہی لوگ ہیں ہماری تفسیریں شائع ہو کر لوگوں میں پھیل جائیں گی۔ لوگ خود فیصلہ کر لیں گے۔ اگر ان کی تفسیر بہتر ہوئی۔ تو خود بخود لوگوں کی رغبت ان کی طرف ہو جائے گی۔ اور اگر میری تفسیر اعلیٰ ہوئی۔ تو لوگوں کی رغبت میری طرف بڑھ جائیگی اس کام کے لئے صرف اس قدر کافی ہے۔ کہ دونوں تفسیریں ایک جلد میں چھپ جائیں۔ بلکہ اس کے لئے ہمارے اکٹھا بیٹھنے کی بھی ضرورت نہیں۔ بلکہ بہتر یہ ہے۔ کہ دونوں طرف کے نمائندے اکٹھے ہو کر قرعہ ڈال لیں۔ اور ایک وقت مقرر ہو جائے۔ کہ فلاں ٹکڑہ کی اتنی دنوں کے اندر تفسیر لکھی جائے۔ پھر وقت مقررہ پر دونوں طرف کے نمائندے تفاسیر پیش کر دیں۔ اور ہر فریق دوسرے کو کاپی دے دے۔ جو بعد ازاں اکٹھی چھپ جائیں۔ اور دونوں فریق اس کا خرچ برداشت کریں اور چھپنے پر برابر برابر کاپیاں لے لیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اعجاز المسیح کے وقت اسی رنگ میں تفسیر لکھی ہے۔ اس مقابلہ میں یہ تو سوال ہی نہیں۔ کہ الگ تفسیر لکھی گئی۔ تو دوسرے لوگ مدد دے دیں گے۔ کیونکہ اول تو یہ سہولت مولوی صاحب کو بھی حاصل ہوگی۔ دوسرے اس قسم کی تفسیر کی خوبی تو نئے معارف سے ظاہر ہوگی۔ اور یہ معارف تو بہرحال عارف ہی بیان کر سکتا ہے۔ ورنہ ظاہری علم تو یقیناً مولوی صاحب کا مجھ سے زیادہ ہے

اس کا تو انکار میں نے کبھی کیا ہی نہیں وُہ ایم۔ اے ہیں۔ اور میں پرائمری پاس بھی نہیں ہوں۔ میں ان کی اس فوقیت کا مقر ہوں۔ مجھے تو جس امر میں اختلاف ہے۔ وُہ یہ ہے۔ کہ میں کہتا ہوں۔

خدا تعالےٰ میری مدد کرتا ہے۔

اور وہ کہتے ہیں۔ خدا تعالےٰ میری مدد کرتا ہے۔ گویا الٰہی مدد اور نصرت کا سوال ہے۔ کسی ذاتی علم کا سوال نہیں ۔

پس وہ اس طریق کو اختیار کر کے دیکھ لیں۔ جو میں نے تجویز کیا ہے۔ پھر خود بخود ان پر واضح ہو جائے گا کہ اس میں مجھے ان پر فوقیت حاصل ہے۔ یا ان کو مجھ پر فوقیت حاصل ہے لیکن اگر باوجود میرے اس طریق کو پیش کر دینے کے مولوی صاحب نے اپنے طریق کو نہ بدلا۔ تو میں انہیں کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ وہ صرف اللہ تعالےٰ کو اپنے اوپر ناراض کرنے کے سامان پیدا کر رہے ہیں۔ لوگ خدا تعالےٰ کو خوش کرنے کی تدابیر اختیار کرتے ہیں۔ اور وُہ اس کو ناراض کرنے کے حیلے ڈھونڈ رہے ہیں۔ اگر وہ اس طریق سے باز نہیں آئیں گے۔ تو اللہ تعالےٰ ان کی ذلت کے سامان کرے گا وُہ ہمارے متعلق بے شک جو چاہیں کہیں ہم جانتے ہیں۔ کہ وُہ گو اقلیت میں ہیں گر انہوں نے ایک بڑی اکثریت سے جو ہماری مخالف ہے۔ صلح کی ہوئی ہے۔ اور ہم جانتے ہیں۔ کہ مسلمانوں میں سے ایک بڑی اکثریت کو اُن سے ہمدردی ہے اور وُہ انہیں مسلمان کہہ کہہ کر خوش کرتے رہتے ہیں۔ پس دُنیوی طاقت کے لحاظ سے بے شک وہ ہم سے بڑھے ہوئے ہیں۔ مگر ہمارا اور ان کا مقابلہ دُنیوی طاقت سے نہیں۔ یہ کوئی جسمانی لڑائی بھڑائی نہیں۔ جس میں عدد اور شمار کا سوال زیادہ اہمیت رکھ سکتا ہو۔ یہ

الٰہی مدد اور الٰہی گرفت کا سوال

ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ جو باتیں آج مصری صاحب میرے متعلق کہہ رہے ہیں۔ ایسی ہی باتیں اُن کی پارٹی کے بعض آدمی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کہا کرتے تھے۔ پس اگر ایسی باتیں کہنا کوئی ثبوت ہوتا ہے۔ تو پھر انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور ان کو معلوم ہے۔ کہ ایسی ہی باتیں پہلے انبیاء ۔ خلفاء اور خدا تعالےٰ کے مقدس اور پاک لوگوں کے متعلق ان کے دُشمن کہتے چلے آئے ہیں۔ وہ مبالغہ سے بھی کام لیتے رہے ہیں۔ وُہ جھوٹ سے بھی کام لیتے رہے ہیں۔ وہ دھوکا اور فریب بھی استعمال کرتے رہے ہیں اور ہزاروں ترکیبیں اپنی قسم کی ایجاد کرتے رہے ہیں۔ مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکے۔ اسی طرح اب انشاء اللہ دُنیا دیکھ لے گی۔ کہ میرے مخالف کامیاب نہ ہوں گے۔ اور اللہ تعالےٰ باوجود ان باتوں کے میری طرف کھینچ کھینچ کر لاتا جائے گا۔ اور میرے ذریعہ سے انشاء اللہ احمدیت اور اسلام کی ترقی دُنیا کے چاروں گوشوں میں ہوتی جائے گی اور دُشمن حسد کی آگ میں جلتا چلا جائے گا ۔

مجھے افسوس ہے۔ کہ پہلے لوگوں کے حالات مولوی صاحب کے سامنے ہیں۔ مگر باوجود اس کے وُہ گند میں پتھر مارنے سے باز نہیں آتے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہے جاتے ہیں۔ کہ ہمیں ڈر ہے۔ یہ باتیں مشہور نہ ہو جائیں۔ حالانکہ ان کیچڑ اچھالنے والوں کو

چندہ دینے والے بالعموم پیغامی

ہی ہوتے ہیں۔ چند سال پہلے جب ملتانیوں کی طرف سے شورش اٹھی تھی۔ تو اسوقت بھی ان لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ ہم نے ان کے لٹریچر کی اشاعت میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ مگر متعدد سے بعض دوستوں نے لکھا ہے۔ کہ یہ غلط ہے۔ خود احمدیہ بلڈنگز سے ایک غیر مبائع کو ایسا لٹریچر آتا رہا ہے۔ اور جہاں تک مجھے یاد ہے اس غیر مبائع نے اس کی تصدیق بھی کر دی تھی۔ میرا خیال ہے۔ کہ یہ شہادت انہی دنوں "الفضل" میں بھی شائع کرا دی گئی تھی۔ اسی طرح ہمارے پاس اس بات کے ثبوت موجود ہیں کہ ان کی انجمن کے بعض افسروں نے اپنے کلرکوں کو رقعے لکھے ہیں۔ کہ فلاں شخص مثلاً مستری عبدالکریم کو اتنے روپے دے دو۔ ایک شخص ان لوگوں میں سے باغی ہو کر الگ ہو گیا تھا۔ اس نے ان کی انجمن کے تمام ریزولیوشنوں کی نقل اور اُن چٹھیوں کی کاپیاں تک مجھے بھجوا دیں۔ وہ غالباً محاسب کے عہدہ پر کام کر چکا تھا۔ تو یہ درست نہیں۔ کہ یہ لوگ

ہمارے مخالفوں کی مدد

نہیں کرتے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ خود انہیں اُکساتے ہیں۔ خود ان کی مدد کرتے ہیں۔ خود ان کی باتوں کو پھیلاتے ہیں۔ اور روپے والے ان کی روپیہ سے مدد کرتے ہیں۔ چنانچہ پچھلے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہی لائل پور کا ایک پیغامی یہاں آیا۔ اور اس نے ایک معقول رقم انہیں مدد کے طور پر دی۔ اور وعدہ کیا۔ کہ اگر ان کا کوئی آدمی لائل پور آئے۔ تو وہ اور بھی مدد کر دیں گے۔ اسی طرح اور لوگ بھی ان کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ اور جب یہ معترض وہاں جاتے ہیں۔ تو وہ ان کی کافی مدد کرتے رہتے ہیں ۔

پس یہ غلط ہے۔ کہ ان باتوں کے پھیلنے سے ان کو رنج ہوتا ہے حقیقت یہ ہے۔ کہ ان باتوں کے پھیلانے میں ان کا حصہ ہوتا ہے۔ لیکن ہمیں ان باتوں پر کوئی غصہ نہیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں۔ اس قسم کی باتیں کرنے والا زیادہ دیر تک لوگوں میں اپنی حیثیت قائم نہیں رکھ سکتا۔ آخر کب تک یہ حقیقت لوگوں کی نظر سے مخفی رہ سکتی ہے۔ کہ ایک طرف تو یہ خود فتنہ کھڑا کریں۔ خود اس فتنہ کی آگ کو ہوا دیں۔ خود فتنہ پردازوں کی مدد کریں خود ان کی باتوں کو لوگوں میں پھیلائیں۔ اور پھر بڑے ناصح اور مشفق بن کر کہنے لگ جائیں۔ کہ ہمیں ان باتوں کا سخت صدمہ ہے